سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

والدین کی رضا دنیا و آخرت میں برکتوں کا ظہور

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ، و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد

والدین کی نافرمانی کیلئے حضورؐ کی بددعا : وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول ﷺ رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یا رسول اللہؐ قال من ادرک والدیہ عند الکبر احدھما او کلاھما ثم لم یدخل الجنۃ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی (یعنی ذلیل و خوار ہو تین دفعہ بددعا فرمائی) عرض کیا گیا کون (ذلیل و خوار ہو) یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر جنت میں (ان کی اطاعت اور رضامندی حاصل کر کے) داخل نہ ہو۔

والدین کے نافرمان کو دنیا میں سزا مل جاتی ہے:

وعن ابی بکرہ قال قال رسول اللہؐ کل الذنوب یغفر اللہ منھا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل بہ فی الحیوٰۃ قبل الممات (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (شرک کے علاوہ) اللہ چاہے تو تمام گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ حق تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو سزا زندگی ہی میں دینا شروع کر دیتا ہے۔

روئے زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا قیامت میں پیش ہو کر ذرے ذرے کا حساب دینا ہے اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے تو جنت کی صورت میں عیش اور مزے ہی مزے ہیں خدانخواہ اعمال بد کا غلبہ ہوا تو پھر وہیں سے سزا و عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ کی شان رحمت ہے کہ وہ مجرموں اور گناہ گاروں کو پکڑنے میں جلد بازی نہیں فرماتے۔ بعض نادان لوگ اس مہلت اور ڈھیل سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جو کچھ بھی کرتے رہیں ان کا مواخذہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر اسلامی احکامات اور ان پر عمل کرنے والوں کے حالات و واقعات کا

غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کچھ اعمال خیر دنیا میں کرنے کے ایسے ہیں جن کے بہترین اثرات دنیا ہی میں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور بے حسی اور لاپروائی پر مشتمل اعمال و کردار پر گرفت اور ذلت و خواری کا معاملہ دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

اویس قرنیؒ کا جذبہ عشق رسول ﷺ اور خدمت والدہ: ماں کی خدمت ہی کے صلے یمن کے علاقہ قرن کے رہنے والے اویس قرنیؒ کو دنیا ہی سے اجر و انعام کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ انسانی تاریخ کا ایک نادر الوقوع واقعہ ہے۔ یہ واقعہ آپ سن کر پھر خود اندازہ کریں کہ اللہ و رسول کے ہاں والدین کے خدمت و فرمانبرداری کی کتنی اجر و قیمت ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں اویس قرنی موجود ہیں اور مسلمان بھی کوئی عام مسلمان نہ تھے۔ اس آرزو اور تمنا کا اسے بخوبی احساس تھا کہ سرکار دو عالم کے چہرہ مبارکہ کو حالت ایمان، میں دیکھنے سے مسلمان صحابہ کے عظیم المرتبت " اشداء علی الکفار رحماء بینھم " کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ بے شمار صحابہؓ سے ملاقات کر کے تابعیت کا مقام تو حاصل کر چکے تھے مگر ایک سچے اور پکے مسلمان کی حیثیت سے اُن کی یہ خواہش اور تڑپ بھی تھی کہ حضور ﷺ کی زیارت حاصل کر کے اس عظیم سعادت اور مقام پر فائز ہو جاؤں۔ آپ حضرات خود احساس کریں کہ اس گئے گزرے اور فتنوں سے بھرپور زمانہ کے ادنیٰ ترین مسلمان کی بھی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش میں بھی آپ ﷺ کے موجودگی میں اگر پیدا ہوتا تو حضور ﷺ کی ملاقات جو روئے زمین پر ایسا شرف اور بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے جسکے برابر اور کوئی فضیلت نہیں حاصل کر لیتا۔ پھر اویس قرنی جیسے ولی کامل تابعی اور سچے عاشق رسول ﷺ اپنے محبوب کی زیارت کے لیے کتنے بے تاب ہونگے۔ ہر وقت اپنے آقا کی زیارت کو پہنچنے کا ارادہ کرتے رہے مگر اس شوق دید کے راہ میں رکاوٹ اسکی بیمار مریض والدہ کی خدمت جس کو اس حالت میں چھوڑ کر مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا والدہ کی ناراضگی کا خطرہ۔...... بعض راویوں نے لکھا ہے کہ اویس قرنی نے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دے کر شرف ملاقات حاصل کرنے کا بے حد آرزومند ہوں لیکن میری بیمار والدہ جسے میری خدمت کی اشد ضرورت ہے۔ اسکی خدمت سے غیر حاضر رہنا بھی مشکل ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے سرکار دو عالم نے ان کو اپنے پاس حاضر ہونے سے منع فرما کر اپنی والدہ کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔ بعض روایت کرنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک دفعہ والدہ کی اجازت سے شوق زیارت سے سرشار ہو کر مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے مگر اتفاق سے آپ ﷺ مدینہ سے کہیں سفر پر تشریف لے گئے تھے اور والدہ نے اجازت کو اس شرط سے مشروط کر دیا تھا کہ اگر حضور ﷺ گھر پر موجود ہوں تو ملاقات کر لینا اگر گھر یا مدینہ سے باہر ہوں تو پھر انتظار کئے بغیر جلد قرن واپس آنا ماں کی حکم کی بجا آوری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بغیر ملاقات کے واپس ہوئے۔

والدہ کی خدمت دنیا میں برکت کا ظہور: اگر کوئی اور مسلمان ہوتا تو اتنے کٹھن اور طویل سفر اور رحمت اللعالمین ﷺ سے ملاقات کے ذوق و شوق میں مدینہ منورہ کچھ عرصہ رک جاتا کہ ماں کا حکم اپنی جگہ مگر آپ ﷺ سے

ملاقات کا شرف تو حاصل ہو جائے گا مگر اویسؒ نے ماں کی نافرمانی سے بچنے کیلئے اسکے حکم کے سامنے سر تسلیم کرتے ہوئے بغیر زیارت محبوب ﷺ کے واپس ہوئے۔ یہ آزمائش کا وہ مقام ہے کہ ایسے موقعہ جو مسلمان ثابت قدم رہے اسے اللہ وہ مقام و مرتبہ عطا فرما دیتا ہے جسکا ہم جیسے گناہ گار تصور بھی نہیں کر سکتے جس عظیم رتبہ سے یہ شخص جسے لوگ پھٹے پرانے کپڑوں میں پراگندہ حال دیکھ کر کم رتبہ اور بے حیثیت شخص کے طور پر جانتے تھے۔ ماں کی اطاعت اور خبر گیری کے صلہ میں جو رتبہ ملا اسکا اظہار سرکار دو عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں نمایاں ہے:۔ عن عمر بن الخطاب ان رسول اللّٰه ﷺ قال ان رجلا یاتیکم من الیمن یقال له اویس لا یدع الیمن غیر ام له قد کان به بیاض فدعا الله فاذهبه الا موضع الدینار او الدرهم فمن لقیه منکم فلیستغفر لکم و فی روایة قال سمعت رسول ﷺ یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة و کان به بیاض فمروه فلیستغفر لکم (رواہ مسلم) (ترجمہ)۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئیگا جسکا نام اویس ہوگا وہ یمن میں اپنی ماں کے علاوہ کسی کو نہ چھوڑے گا اسکے بدن میں سفیدی (برص کی بیماری) تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی رب العزت نے اس کے بدن سے سفیدی (یعنی بیماری کو) ختم کر دیا صرف ایک درہم یا ایک دینار کے مقدار سفیدی باقی رہ گئی ہے پس جو شخص تم میں سے اسے ملے اسکو چاہیئے کہ اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرائے۔ اور ایک اور روایت میں اسطرح بھی ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، تابعین میں ایک بہتر شخص وہ ہے جسکا نام اویسؒ ہے اسکی ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کا نشان ہوگا پس اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرانا۔ ایک راوی حضرت عمرؓ کے وساطت سے آنحضرت ﷺ سے یہ بھی نقل کر رہے ہیں کہ اے عمر جب تم اس شخص کو دیکھو گے تو تمہیں اللہ یاد آجائیگا جب تم اس سے ملو تو اسکو میرا اسلام پہنچانا اور اس سے اپنے مغفرت کی دعا بھی کروانا وہ شخص اللہ کے ہاں ایک مقرب بندہ ہے کہ اگر اللہ کے اعتماد پر کسی بات پر قسم اٹھالے تو اللہ اسکی (لاج رکھتے ہوئے) قسم کو سچا فرما دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت بڑے بڑے قبائل کے برابر لوگوں کی سفارش و شفاعت کر کے ان کی بخشش رب العزت سے کروائیگا۔ یہ ارشاد سنتے ہی حضرت عمرؓ جو کہ خود عظیم المرتبت صحابی اور جن کے بارہ پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے کہ عمر فی الجنتہ (عمر جنت میں ہیں) اور جنت میں جتنے بڑے عمر والے لوگ ہونگیں خواہ گزشتہ امتوں کے ہوں یا امت محمدی ﷺ کے ان سب کے سردار ابو بکرؓ اور عمر ہوں گے نیز حضور ﷺ نے فرمایا (لو کان بعدی نبی لکان عمر) اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ ارشادات رسالت مآب ﷺ کی ہدایت کے مطابق اس شخص کی تلاش میں سرگردان رہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ اور حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں مسلسل اویسؒ سے ملاقات کی کوشش کرتا رہا۔ گرد و نواح کے علاقوں سے آنے والے جو بھی قافلے اور وفد مدینہ منورہ آتے ان سے اویسؒ کے بارہ میں پوچھتے تلاش بسیار کے بعد جو علامات مذکورہ بزرگ

کے بارہ میں سن چکے تھے ایک شخص میں وہ نشانیاں دیکھ کر حضرت عمرؓ کے دل میں خیال آیا کہ یہی شخص اویس ہے اس سے بات چیت کے دوران ان کا خیال یقین میں بدلا۔ پوچھا کیا تم اویس ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہی ہوں۔ خلیفہ دومؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے تمہیں سلام کہا تھا۔ جواب سلام کے بعد اپنے لئے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت عمرؓ نے دعائے مغفرت کی درخواست کی اسکے بعد ان کا یہ معمول رہا کہ ہر سال حج کے موقع پر حضرت اویسؒ سے ملاقات کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ دعائے مغفرت کے بعد اویسؒ نے حضرت عمرؓ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ میری شخصیت اور میرے حالات کو مخفی رکھیں۔ واپس جانے کی اجازت ان سے مانگ کر دنیا سے رخصت ہونے تک پوشیدہ رہے۔

دین خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں: غور طلب اور نصیحت حاصل کرنے والی بات تمام مسلمانوں کیلئے یہی ہے کہ حضور ﷺ نے فاروق اعظمؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو اپنے حق میں اس مقدس ہستی سے دعا کروانے کی جو تلقین فرمائی یہ رتبہ اور مقام ان کو صرف اور صرف والدہ کی اطاعت، انبیاء کے سردار محمد الرسول اللہ ﷺ کے عشق صادق واطاعت کی بدولت حاصل ہوا۔ اویس قرنیؒ حضور صلعم کی زیارت بابرکت تو نہ کر سکے مگر والدہ کی خبر گیری کے عوض دنیا ہی میں جو قابل رشک مقام ملا۔ اویس قرنی کا وہ عظیم اعزاز واکرام ہے جسکی تمنا و آرزو تو ہر مومن کی ہو سکتی ہے مگر یہ رتبہ ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے جنکا محکم عقیدہ یہ ہو کہ دین اپنے شوق اور خواہش کی تکمیل کا نام نہیں۔ بلکہ دین عبارت ہے اللہ اور رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کا۔ اطاعت کی راہ میں اگر اعلیٰ ترین شوق بھی رکاوٹ بنے تو اپنے شوق کو قربان کرنے ہی میں کامیابی اور سعادت مندی کا راز مضمر ہے۔ ہمیں بھی اس واقعہ کے سننے کے بعد اپنے روز وشب کے اعمال پر نظر ڈالنی ہے کہ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ہم نے بھی کبھی اپنے شوق وذوق کی قربانی دی ہے۔ یا قدم قدم پر والدین کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں جسکے وبال اور بربادی کا ظہور دنیوی زندگی سے شروع ہو جاتا ہے

تین مسافروں کی داستان عبرت: والدین کی خدمت اور فرمانبرداری صرف دنیا ہی میں رفع درجات کا ذریعہ نہیں بنتی بلکہ ان کی تابعداری کی وجہ سے رب العزت دنیا وآخرت کے مشکلات اور مصائب سے نجات دلا کر اطمینان وسکون کی زندگی میسر فرما دیتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آفات وپریشانیوں میں مبتلا انسان اگر اپنے اعمال کو اللہ کے حضور وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے تو حق تعالیٰ تکلیف ومشقت دور فرما دیتے ہیں۔ کرب وپریشانی میں مبتلا تین مسافروں کی داستان رحمتہ للعالمین ﷺ نے موثر اور نصیحت اموز انداز میں ذکر فرما کر یہ واقعہ ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے عبرت کی راہیں متعین کرنے کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ وعن ابن عمر عن النبی صلعم قال بینما ثلثة نفر یتما شون اخذھم المطر فما لوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارھم صخرة من الجبل فاطبقت علیھم فقال بعضھم لبعض انظروا اعمالاً عملتموھا للہ صالحة فادعوا اللہ بھا لعلہ یفرجھا فقال احدھم اللھم ' انہ کان

نی والدان شیخان کبیران ولی صبیة صغارا رعی علیهم فاذا رحت علیهم فحلبت بدأت بوالدی اسقیهما قبل ولدی وانه قدنأی بی الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجدتهما قدناما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب فقمت عندرؤسهما اکرمان اوقظهما والصبیة یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذالک دابی ودأبهم حتی طلع الفجرفان کنت تعلم انی فعلت ذالک ابتغاء وجهک فافرج لنا فرجة نری منها السماء ففرج الله لهم حتی یرون السماء الخ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بیان کیا کہ تین آدمی ایک ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ سخت بارش نے گھیر لیا (وہ بارش سے بچنے کے لئے) ایک غار میں گھس گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک بڑا پتھر گر کر اس غار کے منہ پر آ پڑا۔ ان تینوں پر باہر نکلنے کا راستہ بند ہوا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اب تم ان اعمال پر غور کرو جو تم نے خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے ہوں ان اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ ہماری نجات کے لئے راستہ نکال دے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا تا کہ (والدین اور بچوں کے معاش) کا انتظام کرسکوں۔ میں جب شام اپنے گھر والوں کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ نکالنے کے بعد (دودھ پلانے کی ابتداء) اپنے ماں باپ سے کرتا' یعنی اپنے بچوں کو بعد میں پلاتا۔ ایک دن اتفاق سے چراگاہ دور ہونے کی وجہ سے دیر ہوگئی اور میں شام تک گھر واپس نہ آسکا۔ (جب رات دیر سے آیا) تو میرے والدین سوئے ہوئے تھے۔ حسب معمول میں نے دودھ دوہا۔ دودھ سے برتن بھر کر ماں باپ کے پاس پہونچا' ان کے سرہانے (ان کے جاگنے کے انتظار میں) کھڑا ہوگیا۔ میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کو بیدار کروں' نہ یہ چاہا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں جبکہ بچے میرے قدموں کے پاس بھوک کی وجہ سے رو رو کر بلک رہے تھے۔ میں اور وہ اپنے اپنے حال پر قائم رہے' یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (یعنی میں صبح تک دودھ کا برتن ہاتھ میں لے کر ماں باپ کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ اور میرے بچے بھوک سے چیختے چلاتے رہے' اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل خالص تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو اس عمل کے واسطے میرا سوال ہے کہ آپ ہمارے لئے غار اتنا کھول دے کہ اس کشادگی کے ذریعہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ چنانچہ رب العالمین نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔ خلاصہ یہ کہ پھر دوسرے اور تیسرے شخص نے اپنے نیک اعمال کے واسطے سے دعائیں کیں اور چٹان مکمل طور پر غار کے منہ سے ہٹ کر ان کو نکلنے کا راستہ مل گیا۔

والدین جنت کے باعث بھی ہیں اور جہنم کے بھی: معزز حاضرین! جب غار کا منہ بند ہوگیا قبر کی طرح زندہ درگور ہوگئے۔ ظاہری اسباب میں کوئی امداد کو پہونچے والا نہ تھا۔ آکسیجن جو کہ زندگی کو قائم و دائم رکھنے کا اہم ذریعہ ہے اسکا حصول بھی ناممکن ہوگیا۔ اس حالت میں ان تینوں کی بے بسی' بیچارگی' بے قراری اور اضطراب کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

موت بالکل آنکھوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اس اندوہناک موقع پر انکی پریشانی کا ازالہ اگر ہوسکا تو اس وقت پورے عجز وانکساری سے رب کے حضور ہر ایک کا خالص اپنی نیکی کا واسطہ دے کر دربار الٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا کارگر ثابت ہوا۔ آپ حضرات نے سن لیا کہ ایک نے رات بھر والدین کی خدمت کو اپنے جگر کے ٹکڑوں' اولاد پر ترجیح دینے کا عمل پیش کیا۔ اسی عمل کی بدولت پہاڑ کا کچھ حصہ سرک کر تازہ ہوا کا جھونکا آنا شروع ہوا اور موت سے بچ کر زندگی کی امید پیدا ہوئی۔ کاش اگر ہم بھی زندگی کی بھول بھلیوں اور مشین کی طرح مصروف دینوی زندگی میں کسی وقت اپنے اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے کچھ وقت اس غور و فکر کیلئے نکالتے کہ میرے اعمال میں کونسا ایسا عمل ہے جو پرخطر مواقع پر میری نجات کا وسیلہ بنے گا۔ تو دین کے اعتبار سے ہمارا نقشہ ہی بدل جاتا۔ نیز بوڑھے والدین کے چھوٹے سے چھوٹے آرزو کے مقابلہ میں ہم نے کبھی اپنی خواہش کی قربانی دی ہے۔ یا ان کی خواہش کو بڑھاپے کا اثر قرار دے کر ان کی طرف توجہ دینا ہی مناسب نہ سمجھا۔ جیسا کہ بعض بدقسمت لوگ والدین کے اس عمر میں فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اب انکے دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہے' انکی باتوں' مشوروں اور نصائح کی طرف توجہ دینا وقت کی تضیع ہے جبکہ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ماں باپ کی اہمیت' اطاعت وعظمت شان اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ وہ ہمارے لئے جنت کی راہ بھی آسان فرما سکتے ہیں اور جہنم میں داخلہ کا سزاوار بھی ٹھہرا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد پر ماں باپ کی رضامندی لازمی ہے کہ ہر قسم حالات اور مواقع پر انکی رضامندی کو ملحوظ خاطر رکھ کر جنت اور اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔

<u>والدین راضی ہوں تو موت کے وقت کلمہ نصیب ہوگا:</u> آپ حضرات اکثر علماء وخطباء سے سنتے چلے آرہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور عمر کی درازی کا خواہاں ہو' اسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور بہتر سلوک کرنا چاہیے اور ظاہری بات ہے کہ رشتہ کے لحاظ سے ماں باپ کا درجہ سب رشتوں سے بلند ہے جن کی خدمت گزاری سے اللہ تعالیٰ ان کی عمر بڑھا دیتے ہیں' اور رزق کی تنگی سے اس دنیا میں محفوظ رہتا ہے۔ بزرگوں سے جو واقعات مروی ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جیسے والدین کی اطاعت کے ثمرات دنیا ہی میں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح آج خطبہ کی ابتداء میں ذکر کردہ حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جس شخص نے ان دونوں یا ایک مجازی پالنے والے کے ساتھ بدسلوکی کی تو اس کی تباہی و بربادی کا سلسلہ زندگی ہی میں خطرناک صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ایسا کون سا بدبخت مسلمان ہوگا جس کی خواہش یہ نہ ہو کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس کی زبان پر کلمہ شہادت رواں دواں ہو۔ لیکن اس نعمت کے حاصل ہونے کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ والدہ کی نافرمانی بن سکتی ہے جو کہ خاتمہ بالایمان سے (خدا نہ کرے) محرومی کا سبب اس دنیا ہی میں بن جاتی ہے۔

<u>والدہ کے معاف کرنے سے حضرت علقمہ کو کلمہ نصیب ہوگیا:</u> حضرت انسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی جس کا نام علقمہ تھا جو کہ صوم وصلوٰۃ' فرائض ونوافل کا پابند تھا۔ بیمار ہو کر حالت نزع میں مبتلا رہا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ ﷺ نے اس کی خبر گیری کے لئے حضرت علیؓ حضرت بلالؓ' سلمانؓ و عمارؓ کو

اس کے پاس بھیجا، چاروں صحابہؓ نے کلمہ شہادت پڑھانے کی کوشش کی مگر کلمہ اس کی زبان پر جاری نہ ہوسکا۔ حضرت بلالؓ نے حضور ﷺ کو اس کیفیت سے آگاہ کردیا۔ آپ ﷺ نے اس کی بوڑھی والدہ کو اپنے پاس بلالیا۔ ماں سے بیٹے کے اعمال وکردار کے بارے میں پوچھا۔ والدہ نے بیٹے کی نماز، روزے اور صدقات کی بکثرت ادائیگی کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے علقمہ کی ماں سے سوال فرمایا کہ بیٹے کی بحیثیت والدہ تیرے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ کہنے لگی یہ میری نافرمانی کرتا اور میرے مقابلہ میں اپنی بیوی کو ترجیح دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں۔ والدہ کی نافرمانی کا نتیجہ اس دنیا میں دیکھ لیں کہ کلمہ شہادت پڑھنے سے معذور ہیں۔ آنحضرت ﷺ جو ماں باپ کے کروڑوں محبتوں سے زیادہ اپنے امتیوں پر مشفق ومہربان ہیں کیسے برداشت کرتے کہ ایک مسلمان کا خاتمہ بالایمان نہ ہو جس کی پاداش میں جہنم جانا پڑے۔ والدہ کو بیٹے کی معافی پر آمادہ کرنے کے لئے بلالؓ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کر کے لے آؤ تا کہ اسکے بیٹے کو آگ میں ڈال کر جلایا جائے۔ ماں کی ممتا جاگ اٹھی۔ بے ساختہ گویا ہوئی۔ یارسول اللہ ﷺ میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے سامنے آگ میں ڈالنا میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا تیری خفگی کی وجہ سے جس آگ یعنی جہنم کی طرف جارہا ہے وہ عذاب اس دنیا کی آگ کی تکلیف سے ہزار ہا گنا زیادہ تکلیف دہ اور سخت ہے اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرا لخت جگر اس شدید عذاب سے بچ جائے تو اسے معافی دے دے ورنہ تیری رضامندی تک اس کے جن اعمال یعنی نماز، روزہ، صدقات کا آپ نے ذکر کیا، اس کیلئے بے فائدہ ہیں۔ ماں نے اللہ اور رسول ﷺ کو گواہ بنا کر بیٹے کی معافی کا اعلان کردیا۔ والدہ کا راضی ہونا تھا کہ علقمہ کی زبان پر کلمہ شہادۃ جاری ہوکر ایمان پر خاتمہ کی عظیم نعمت سے مالا مال ہوئے۔ اسی دن فوت ہوکر آنحضرت ﷺ نے ان پر جنازہ پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر ترجیح دیتا ہو اس پر اللہ کی لعنت اور اس کے فرائض ونوافل قبول نہیں ہوتے۔

والدین کے نافرمان کی اولاد بھی نافرمان ہوگی: حضور ﷺ کی اس تنبیہ کہ ''ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو سزا حق تعالیٰ زندگی ہی میں دینا شروع کردیتا ہے'' کا مشاہدہ دن رات ہم اپنے معاشرہ میں کررہے ہیں کہ جس نے اپنے والدین کو تنگ کیا، ان کو حقیر سمجھا، اطاعت کے بجائے نافرمانی کا مظاہرہ کیا، مکافات عمل کے نتیجہ میں وہی بلکہ اس سے بدتر سلوک اس شخص کی اولاد اپنے والدین سے کرتی ہے، آپ حضرات نے کئی والدین کو اپنی اولاد کے ہاتھوں پہونچنے والی تکالیف اور غیر مناسب برتاؤ کی شکایات سنی ہوں گی۔ مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوجاتا ہے کہ انہی والدین نے اپنے والدین کے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کیا تھا۔ جس کا مظاہرہ اب اس کے بچے ان کے ساتھ کررہے ہیں۔

محترم ساتھیو! کئی ہفتوں سے والدین کے حقوق، ان کی ادائیگی پر ملنے والے انعامات اور نافرمانی کرنے والوں کے بدانجام کا ذکر کرتا رہا۔ انشاء اللہ آئندہ اولاد کے والدین پر ذمہ داریوں کے بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ رب کائنات مجھے اور آپ کو اسلامی تعلیمات پر عمل، والدین، عزیزوں، قرابت داروں، اور جملہ مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرماویں۔ امین